بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک بہترین نمونہ ہے''

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکالمے

ترتیب

مولانا اختر سلطان اصلاحی

انجمن تعمیر اخلاق پبلی کیشنز، کھیڈ

موبائل: 9223240829

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

استاذ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طلبہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تشریف لائیے استاذ محترم۔

استاذ: کیسے ہیں آپ لوگ؟

طلبہ: الحمدللہ۔

استاذ: کچھ دس دن پہلے آپ کو رحمت عالم کوئز کتابچہ دیا گیا تھا، اب آج ہم اسی سے کچھ سوالات کریں گے، جن کو تمام سوالات کے جوابات یاد ہوں وہ ہاتھ اٹھائیں۔
(محمد یوسف ہاتھ اٹھا دیتا ہے)

استاذ: پوری کلاس میں صرف محمد یوسف کو پورا کتابچہ یاد ہے، شاباش، شاباش محمد یوسف، ہم آپ سے کچھ سوالات کریں گے، اگر آپ نے جوابات درست دیے تو کل ہم آپ کو سید مودودیؒ کی کتاب سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انعام میں دیں گے۔

یوسف: شکریہ استاذ محترم، میں نے پورا کتابچہ یاد کرلیا ہے، ان شاءاللہ جواب دوں گا۔

استاذ: محمد کے معنی کیا ہیں؟

یوسف: محمد کے معنی ہیں جس کی تعریف اور خوبی بیان کی جائے، جو تعریف کے لائق ہو۔ دادا عبدالمطلب سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ نام کیوں رکھا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ زمین وآسمان دونوں جگہ اسے عزت ملے اور اس کی تعریف ہو۔

استاذ: ماشاءاللہ جواب بالکل درست ہے، میرا دوسرا سوال ہے کہ پیارے نبی کا نام احمد کس نے رکھا تھا؟

یوسف: احمد نام آپ کی امی بی بی آمنہ نے رکھا تھا۔

استاذ: بالکل صحیح جواب۔ کیا پیارے نبیؐ

کے ابو عبداللہ نے بھی آپ کا کوئی نام رکھا تھا؟

یوسف: نہیں استاذ محترم، جناب عبداللہ تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

استاذ: تم نے کتا بچہ محنت سے یاد کیا ہے، یہ بتاؤ پیارے نبی کا تعلق مکہ کے کس خاندان سے تھا؟

یوسف: پیارے نبی کا تعلق مکہ کے مشہور قبیلے قریش کے ایک خاندان بنی ہاشم سے تھا۔ یہ خاندان ہی خانہ کعبہ کا متولی تھا۔

استاذ: تمہاری معلومات قابل رشک ہیں۔ ابھی تم نے بتایا کہ پیارے نبی کے والد عبداللہ آپ کے بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے، پھر آپ کی پرورش کس نے کی؟

یوسف: پیارے نبی جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ بی بی آمنہ بھی انتقال کر گئیں، ابتدا ہی سے پیارے نبی کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب نے کی تھی، افسوس کہ جب پیارے نبی کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو دادا بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم چچا جناب ابوطالب کی سرپرستی میں آئے۔

استاذ: پیارے نبی کی تاریخ پیدایش کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

یوسف: مشہور تو یہ ہے کہ آپ 12/ربیع الاول، مطابق 22/اپریل 571 عیسوی بروز پیر مکہ میں پیدا ہوئے لیکن اب زیادہ تر محققین کی رائے یہ ہے کہ 12 ربیع الاول کے بجائے 9 ربیع الاول زیادہ صحیح ہے۔

استاذ: ماشاءاللہ، پیارے نبی کی پیدایش کی خبر سن کر ابولہب نے کس طرح خوشی کا اظہار کیا تھا؟

یوسف: ابولہب پیارے نبی ؐ کا چچا تھا، جب پیارے نبیؐ کی پیدائش کی خبر اسے ملی تو اس نے خبر دینے والی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

استاذ: بالکل صحیح، پیارے نبی کو دایہ حلیمہ کے پاس کیوں بھیجا گیا تھا؟

یوسف: اس زمانے میں عرب کے شریف گھرانوں کے بچے پرورش کے لیے دیہات میں بھیجے جاتے تھے، یہاں کی آب وہوا صحت کے لیے اچھی ہوتی تھی اور بچے فصیح عربی سیکھ لیتے تھے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش جس دایہ نے کی ان کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔

استاذ: پیارے نبی کے بچپن کے بارے میں کچھ اہم باتیں بتاو؟

یوسف: ہمارے نبی کا بچپن بہت پاکیزہ تھا، آپ بچپن ہی سے ہر برائی سے پاک تھے، سب لوگ بت پوجتے مگر آپ کبھی کسی بت کے قریب نہیں گئے، آپ اپنے چچا ابوطالب کی مدد کے لیے ان کی بکریاں چراتے۔

استاذ: پیارے نبی کو مکہ کے لوگ صادق اور امین کہہ کر کیوں بلاتے تھے؟

آپ بچپن ہی سے بہت سچے اور ایماندار تھے اس لیے سب لوگ پیار سے آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔

استاذ: تمہارے تمام جوابات بہت اچھے ہیں۔ شاباش، پیارے نبی کی شادی کس عمر میں ہوئی؟

یوسف: مکہ میں ایک معزز تاجر خاتون حضرت خدیجہؓ تھیں وہ پیارے نبی ﷺ کے اخلاق سے بہت متاثر تھیں، انھوں نے پیارے نبی کو ﷺ پیغام نکاح دیا، اس وقت پیارے نبی ﷺ کی عمر 25 سال اور بی بی خدیجہ کی عمر 40 سال تھی۔

استاذ: ماشاء اللہ، ماشاء اللہ، پیارے نبی کو اُمی کیوں کہاں جاتا ہے؟

یوسف: اس زمانے میں عرب میں پڑھنے لکھنے کا رواج نہیں تھا، اسکول بھی نہیں تھا، پیارے نبی بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے آپ کو امی کہا جاتا ہے۔

استاذ: مجھے بہت خوشی ہے کہ تم نے تمام سوالات کے جوابات درست دیے۔ کل ان شاء اللہ دعا کے وقت تم کو انعام دیا جائے گا۔

یوسف: بہت بہت شکریہ استاذ محترم، جزاک اللہ خیرا۔

صادق اور امین

(حمیرا دوڑی ہوئی گھر میں داخل ہوتی ہے)

امی: آپ سے ایک سوال کرنا ہے، بتائیں گی نا؟

امی: کیوں نہیں بتائیں گی، اتنی جلدی میں کیوں ہو؟ اطمینان سے پانی وغیرہ پی لو، پھر بات کریں گے۔

حمیرا: آج ہمارے دینیات سر لیاقت لوٹیکر صاحب نے کہا ہے کہ سب لوگ اپنی امی سے صادق اور امین کے معنی معلوم کر کے آیئے اور اگر ممکن ہو تو صادق اور امین کا قصہ بھی سن لیجیے۔ امی کیا آپ کو یہ واقعہ معلوم ہے؟

امی: ابھی میں قرآن مجید کی تفسیر پڑھ رہی ہوں، تھوڑی دیر بعد آؤ تو میں بتاتی ہوں۔ (تھوڑی دیر بعد جب امی تفسیر پڑھ کر فارغ ہو گئیں)

حمیرا: امی اب آپ مجھے صادق اور امین کے بارے میں بتایئے، ماشاءاللہ اب تو آپ تفسیر پڑھ چکیں۔

امی: ہاں آؤ بیٹھو، ادھر الماری سے فیروز اللغات اٹھاؤ، حرف ص میں جاؤ، اور دیکھو صادق کے معنی کیا لکھے ہیں؟

امی: آپ تو مجھ سے پوری محنت کروا لیتی ہیں، سر نے کہا تھا کہ دیکھتے ہیں کہ کتنے لوگوں کی امی کو صادق اور امین کے معنی معلوم ہیں، کیا آپ کو بھی نہیں معلوم ہیں جو لغت دیکھنے کے لیے کہہ رہی ہیں۔

امی: بیٹا مجھے سب معلوم ہے مگر چاہتی ہوں کہ آپ کو بھی یہ سب تلاش کرنے کی عادت ہو، جب آپ کا دل چاہے آپ اس طرح کی معلومات کتابوں اور لغت وغیرہ سے تلاش کر لیں۔

حمیرا: شکریہ امی، میں فیروز اللغات دیکھتی ہوں، صادق کے معنی لکھا ہے، سچا، وفادار، ٹھیک، مناسب اور امین کے معنی لکھا ہے، ایمان دار، امانت رکھنے والا۔

امی: شاباش بیٹا، آپ کو تو ماشاء اللہ لغت دیکھنا آ گیا ہے، اب سنیے صادق اور امین پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب ہیں، نبی بنائے جانے سے پہلے بھی آپ کی زندگی بہت پاکیزہ تھی، آپ ہر برے کام سے پاک تھے، ہمیشہ سچ بولتے تھے، اس لیے لوگ آپ کو صادق یعنی سچا کہہ کر بلانے لگے تھے، آپ بہت ایمان دار تھے، لوگ اپنا سامان آپ کے پاس رکھ دیتے تھے، آپ ان کا سامان ویسے ہی حفاظت سے رکھتے تھے اور بغیر کسی کمی کے مانگنے پر واپس لوٹا دیتے تھے اس لیے لوگ آپ کو امین یعنی قابل اعتماد، ایماندار، معتبر کہہ کر پکارتے تھے۔ اس دن میں نے تم کو خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران حجر اسود دیوار میں لگانے والا واقعہ بتایا تھا، کیا تمہیں وہ واقعہ یاد ہے؟

حمیرا: ہاں یاد ہے، امی کیا میں پورا واقعہ سناؤں؟

امی: بس یہ بتا کہ جب اگلے دن صبح سب سے پہلے پیارے نبی خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ کو دیکھ کر لوگوں نے کیا کہا؟

حمیرا: لوگ پکار اٹھے، امین آ گئے، ہمیں آپ کی ایمانداری اور دیانت داری پر بھروسہ ہے، ہم آپ کے فیصلے کو مانیں گے۔

امی: ماشاء اللہ، اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فیصلہ کیا کہ مکہ کے ہر قبیلے کو حجر اسود کو دیوار تک لے جانے میں شامل کر لیا، سب آپ کے فیصلے سے مطمئن ہو گئے۔ اسی طرح جب آپ نے کوہ صفا سے اہل مکہ کو پکارا جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا تو سب نے ایک ساتھ کیا جواب دیا؟

حمیرا: سب ایک ساتھ بولے، آپ سچے ہیں ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں پایا۔

امی: بالکل صحیح، مکہ کے لوگ آپ کو سچا تسلیم کرتے تھے مگر اس کے باوجود بھی آپ کی دعوت اور پیغام کو جھٹلاتے تھے۔ کیا تم صادق اور امین کے معنی سمجھ گئی؟

حمیرا: میں اچھی طرح سمجھ گئی، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کہا جاتا ہے۔ صادق کے معنی سچ بولنے والا اور امین کے معنی ایماندار، قابل بھروسہ، اللہ کی رحمتیں ہوں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی وحی

زارا: حمیرا آج کے سیرت کے پروگرام کے بارے میں کچھ بتاو، میں تو پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے پروگرام میں پہنچ نہیں سکی تھی۔

حمیرا: اللہ تم پر رحم کرے، بازار کے بسکٹ، ویفرس اور چٹک مٹک سامان جب تک تم نہیں چھوڑو گی یہی حال رہے گا، میں تو بازار کا کوئی سامان نہیں کھاتی۔

زارا: اب تو میں بھی بالکل نہیں کھاتی، باہر کے سامان کھانے سے صحت خراب ہوتی ہے، گھر کا بنا ہوا تازہ کھانا ہی کھانا چاہیے، اچھا اب پروگرام کے بارے میں بتاؤ، مندرہ باجی نے آج کس موضوع پر تقریر کی تھی۔

حمیرا: آج باجی نے پہلی وحی کے بارے میں بتایا، کافی اچھی تقریر رہی۔

زارا: یہ وحی کیا ہوتی ہے؟

حمیرا: وحی اس پیغام کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے رسولوں کو بھیجا جاتا ہے، اس کی کئی شکلیں ہوتی ہیں، کبھی نبیوں کو وحی خواب کی شکل میں آتی ہے کبھی دل میں اللہ کوئی خیال ڈالتا ہے جسے الہام کہتے ہیں اور کبھی اللہ فرشتوں کے ذریعہ اپنا پیغام نبیوں تک پہنچاتا ہے۔

زارا: ماشاء اللہ تم تو جیسے یاد کر کے آئی ہو، فر فر سنا رہی ہو۔

حمیرا: میں جب بھی تقریر سننے بیٹھتی ہوں، کاغذ، قلم کے ساتھ بیٹھتی ہوں، بہت سی اہم باتیں لکھ لیتی ہوں، اس سے تقریر پورے طور سے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے۔

زارا: مجھے لگتا ہے کہ تم بھی بڑی ہو کر مندرہ باجی کی طرح داعیہ اور مبلغہ بنو گی، اچھا پھر یہ بتاؤ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کس طرح آئی۔

حمیرا: پچھلے ہفتے کے لیکچر میں باجی نے بتایا تھا کہ پیارے نبی شروع ہی سے مکہ کے

ماحول سے بیزار تھے۔ وہاں کے نوجوانوں میں جو خرابیاں اور برائیاں تھیں، آپ کبھی ان کے قریب نہیں گئے۔ آپ معاشرے کے بگاڑ کے بارے میں اکثر سوچتے اور پریشان رہتے، آپ سوچتے کہ قوم سے خرابیاں کیسے دور کی جائیں، مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک غار ہے۔

زارا: ہاں مجھے معلوم ہے اس غار کو غار حرا کہتے ہیں، پیارے نبی اسی غار میں جاتے، کبھی کبھی تو کئی کئی دن قیام کرتے، اپنے طور پر اللہ کی عبادت کرتے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہاں کھانے پینے کی چیزیں پہنچادیتیں، میں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟

حمیرا: بالکل کیا سیرت پر کوئی کتاب پڑھ رہی ہو؟

زارا: تین دن سے مولانا عنایت اللہ سبحانی صاحب کی کتاب محمد عربی پڑھ رہی ہوں، بہت عمدہ کتاب ہے۔ اتنا اچھا لکھا ہے کہ کیا بتاؤں، اچھا اب تم پہلی وحی کے بارے میں بتاؤ۔

حمیرا: ہاں تو سنو، ایک دن غار حرا میں جبرئیل علیہ السلام آئے، یہ وہی مشہور فرشتے ہیں جو نبیوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا پڑھو، پیارے نبی نے کہا: ''مجھے پڑھنا نہیں آتا''۔ یہ سن کر جبرئیل نے آپ کو پکڑ کر بھینچا اور کہا پڑھو، آپ نے پھر جواب دیا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ تیسری بار جبرئیل نے پھر بھینچا اور کہا پڑھو: آپ نے کہا کہ ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔ اب جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پڑھایا۔

زارا: مجھے معلوم ہے، اقرا باسم ربک اللذی خلق، خلق الانسان من علق۔

حمیرا: ارے یہ تمہیں کیسے معلوم ہے، ہمارے بلال سر نے ایک دن یہ واقعہ ہم کو کلاس میں بتایا تھا۔

حمیرا: اچھا تو پھر آگے کی بات بتاؤ۔

زارا: آگے کی بات تو مجھے نہیں معلوم ہے مگر اسی وقت سے قرآن اترنا شروع ہوا اور

تھوڑا تھوڑا کر کے تیئیس سال میں پورا نازل ہوا۔

حمیرا: سورہ علق کی ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ بہت پریشان ہوئے، آپ گھر آئے اور بی بی خدیجہ سے بولے: ''مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ''۔ تھوڑی دیر بعد جب طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو آپ نے پوری بات حضرت خدیجہ کو بتائی، نبوت کی یہ ذمہ داری اتنی بڑی تھی کہ آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے''۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا: ''اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے کام آتے ہیں، مصیبت میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں''۔

زارا: کتنی اچھی تھیں حضرت خدیجہ، کتنی اچھی تسلی دی، پھر تو پیارے نبی کو تسلی ہوگئی ہوگی؟

حمیرا: اس کے بعد حضرت خدیجہ پیارے نبی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان کو پوری بات بتائی، ورقہ بن نوفل توراۃ اور انجیل سے واقف تھے، انھوں نے کہا یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل کیا گیا تھا۔ ورقہ کی باتوں سے پیارے نبی کو بہت اطمینان ہوا۔ اس طرح سے وحی کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا، اور دھیرے دھیرے پورا قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

زارا: تمہارا شکریہ، تم نے بہت اچھی معلومات دی۔

حمیرا: آج تم لیکچر میں ضرور چلنا، آج بھی سیرت پر اچھی اچھی باتیں سننے کو ملیں گی۔

زارا: کیوں نہیں، ضرور، میں ان شاء اللہ آؤں گی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حمیرا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکیزہ سیرت

اکمل: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عادل: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ، کیا حال ہے اکمل آج سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام میں نہیں پہنچے، آج کا پروگرام تو بہت جاندار تھا۔

اکمل: ہاں یار اسی لیے تو تم سے ملنے آیا ہوں، ہمارے پڑوسی بشیر بھائی اچانک بیمار پڑ گئے انھیں کو لے کر ڈاکٹر انتولے صاحب کے دواخانے گیا تھا، بشیر بھائی کے گھر کوئی دوسرا مرد نہیں ہے اس لیے ان کی خدمت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ واپسی میں تاخیر ہوگئی، اچھا بتاؤ آخر مولانا سرفراز صاحب نے کیا باتیں بتائیں؟

عادل: ویسے ویڈیو گرافی کی گئی ہے دو تین روز میں پورا پروگرام دیکھنے کو مل جائے گا، مولانا کی گفتگو بہت جاندار تھی۔ لوگ بہت توجہ سے مولانا کی باتیں سن رہے تھے۔

اکمل: مولانا گفتگو بھی تو بہت عمدہ کرتے ہیں، ان کی باتیں بڑی مدلل اور اثر دار ہوتی ہیں، کچھ خاص باتیں تو بتاؤ، افسوس کہ میں شرکت سے محروم رہا۔

عادل: مولانا نے سب سے پہلی بات تو یہ بتائی کہ پیارے نبی ﷺ کی زندگی محفوظ ہے، صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ رکھا ہے۔ آج کا انسان بھی اگر پیارے رسول ﷺ کو جاننا چاہے تو پیاری نبی ﷺ کی پوری زندگی اس کے سامنے کھلی کتاب کی طرح موجود ہے۔ پوری تاریخ میں کسی انسان کی زندگی اس طرح محفوظ نہیں ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوظ ہے۔ ایسی معمولی باتیں بھی محفوظ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

اکمل: ماشاء اللہ یہ تو بہت اہم بات ہے، میں بھی جب سیرت کی کتابیں پڑھتا ہوں تو اکثر سوچتا ہوں کہ صحابہؓ نے یہ کام کتنی محبت اور محنت کے ساتھ کیا کہ پیارے رسول ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی نہیں چھوڑا ہے۔ پیارے نبی ﷺ کی زندگی کا کوئی حصہ بھی تاریکی میں نہیں ہے۔ اچھا بھائی مزید مولانا نے کیا بتایا؟

عادل: دوسری بات مولانا نے یہ بتائی کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی بہت پاکیزہ اور قابل تقلید ہے، آپ کے بدترین دشمن بھی آپ کے کردار پر انگلی نہ اٹھا سکے، نوجوانی میں بھی آپ کسی گناہ کے قریب نہ گئے، آپ کی دیانت داری اور سچائی کا پورے مکہ میں چرچا تھا، لوگ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ پہلی بار جب آپ دعوت دینے کے لیے کوہ صفا پر کھڑے ہوئے تو آپ نے لوگوں سے یہی سوال کیا تھا کہ میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سب لوگوں نے ایک ساتھ کہا تھا کہ آپ سچے اور دیانت دار ہیں، ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ انتہائی شرمیلے اور حیادار تھے، مکہ کے اس سماج میں بے حیائی عام تھی مگر آپ کی زندگی اس سے بالکل پاک تھی۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو کیوں نکاح کا پیغام بھیجا تھا؟

اکمل: کیوں نہیں مولانا لیاقت لوٹیکر صاحب نے پچھلے خطبہ جمعہ میں یہ واقعہ بہت تفصیل سے بیان کیا تھا، انھوں نے بتایا کہ جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر شام گئے تو آپ کے ساتھ خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ میسرہ نے پیارے رسول ﷺ کو بہت قریب سے دیکھا، آپ کا سلوک، آپ کی گفتگو، آپ کی سچائی، آپ کی ایمانداری، معاملات میں آپ کی

صاف گوئی اور عمدہ اطوار نے میسرہ کو بہت متاثر کیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے ساری باتیں محترمہ خدیجہ کو بتائیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک بہت مالدار اور مشہور خاتون تھیں، مکے کے بہت سے با اثر لوگ ان کو نکاح کا پیغام دے چکے تھے مگر انھوں نے قبول نہ کیا تھا، انھیں دراصل ایک بہت اچھے اور با اخلاق انسان کی تلاش تھی۔ میسرہ کے ذریعہ جب انھیں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور سیرت کا علم ہوا تو انھوں نے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح بھیجا۔

عادل: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ پیارے رسول ﷺ پر سب سے پہلے وہ لوگ ایمان لائے جو آپ ﷺ کے بہت قریبی تھے، آپ ﷺ کو اچھی طرح جانتے تھے جن کا آپ ﷺ سے رات دن واسطہ رہتا تھا۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ کون لوگ پیارے رسول ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے؟

اکمل: کیوں نہیں، آپ کی بیوی جو پندرہ سال سے آپ کے ساتھ تھیں وہ سب سے پہلے ایمان لائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بچپن کے دوست تھے وہ سب سے پہلے ایمان لے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی پرورش میں تھے بچوں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائے، زید خدمت گار تھے غلاموں میں سب سے پہلے وہ ایمان لائے۔

عادل: مولانا نے ایک اہم بات یہ بتائی کہ آج بدقسمتی سے مسلمان بھی پیارے نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے واقف نہیں ہیں۔ اگر صحیح معنی میں پیارے رسول ﷺ کی

زندگی سے واقفیت ہوتی تو ہماری زندگی کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ نہ تو ہم پیارے رسول ﷺ کی زندگی سے واقف ہیں اور نہ ہماری زندگی میں آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل ہے۔

اکمل: پیارے دوست ہم مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہم کبھی کبھی زبان سے تو پیارے نبی ﷺ کا نام لیتے ہیں مگر آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، اگر ہم پیارے نبی ﷺ کی زندگی سے واقف ہوتے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے تو آج اس طرح دنیا میں ذلیل وخوار نہ ہوتے۔

عادل: ہمارے گاؤں کی سیرت کمیٹی جو کام کر رہی ہے ان شاء اللہ اس کے اچھے نتائج آئیں گے، ماشاء اللہ پیارے رسول ﷺ کی سیرت پر کئی کتابیں تقسیم کی گئی ہیں۔ گاؤں کے معززین محمد علی احسانے صاحب، نصیر الدین جھٹام صاحب، ناظم حسوارے صاحب، سرفراز چوگلے صاحب، رئیس پرکار صاحب، مرغوب محسن صاحب نے سیرت پر کئی سو کتابیں مفت تقسیم کی ہیں۔ ہمارے بزرگ محمود پالیکر صاحب اور ڈاکٹر عبداللطیف نورے صاحب نے غیر مسلم بھائیوں کو سیرت پر مراٹھی زبان میں کتابیں دی ہیں۔ اللہ سب کی کوششوں کو قبول کرے اور ہم سب کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار بنائے۔ آمین

عادل: آمین آمین، اچھا اب اجازت دو، انشاء اللہ کل کے پروگرام میں ملاقات ہوگی۔

وانک لعلیٰ خلق عظیم

استاذ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طلبہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استاذ: آج کتنے لوگ سیرت کی کتاب سے سبق وانک لعلی خلق عظیم پڑھ کر آئے ہیں؟ (ابوذر، ابو بکر، یوسف، عدی، اسید، عمر، قمر، آصف اور ناصر ہاتھ بلند کرتے ہیں)

استاذ: مجھے خوشی ہے کہ آپ سات لوگ ہر سبق کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھ کر آتے ہیں، اللہ آپ لوگوں کو کامیاب انسان بنائے۔ آمین۔ اچھا ابوذر آپ بتایئے۔ وانک لعلی خلق عظیم کا کیا مطلب ہے؟

ابوذر: اور بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں۔

استاذ: ماشاء اللہ، ابوبکر آپ اس کا مطلب سمجھایئے۔

ابوبکر: سورہ قلم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ اخلاق کے بہت اونچے مرتبے پر ہیں، آپ کا اخلاق بہت بلند ہے۔

استاذ: بہت عمدہ، یوسف آپ بتایئے، اس آیت سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے؟

یوسف: سر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے کتنے بلند مرتبے پر فائز تھے، اللہ تعالیٰ خود گواہی دے رہا ہے کہ آپ بہت بلند اخلاق کے مالک ہیں، پیارے رسول کے اخلاق کے بارے میں اللہ سے بڑھ کر معتبر گواہی کس کی ہو سکتی ہے؟

استاذ: ماشاء اللہ، عدی آپ بتائیے، کس صحابی نے فرمایا تھا کہ آپ کے اخلاق قرآن جیسے تھے؟

اسید: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے تو وہ بولیں کہ کان خلقہ القرآن، آپ کے اخلاق تو گویا قرآن تھے، یعنی قرآن میں جتنے اعلی اخلاق بتائے گئے ہیں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاق کے نمونہ تھے، جتنی اچھی عادتیں اور اعلی اوصاف قرآن بتاتا ہے وہ سب پیارے نبی کے اندر موجود تھے۔

استاذ: یہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلی اخلاق کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ جو پیارے رسول سے جتنا زیادہ قریب تھا وہ آپ کے اخلاق کا اتنا ہی زیادہ معترف تھا، آپ لوگوں نے اس سے پہلے پڑھا ہے کہ جب آپ کو نبی بنایا گیا، لوگوں تک اللہ کے دین کی دعوت دینے کی عظیم ذمہ داری آپ کے حوالے کی گئی تو آپ گھبرا گئے، آپ گھر آئے اور پورا ماجرا اپنی بیوی حضرت خدیجہ کو سنایا تو انھوں نے آپ کو تسلی دی، عدی آپ بتائیے کہ انھوں نے کیا کہتے ہوئے پیارے نبی کو تسلی دی؟

عدی: سر میں بتاتا ہوں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے ساتھ پندرہ سال گزار چکی تھیں، آپ کے حالات سے اچھی طرح واقف تھیں، انھوں نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے اعلی اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا، آپ رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، ناتوانوں اور کمزوروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا انھیں دیتے ہیں، مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں، حق کے مددگار ہیں، آپ سچے ہیں۔

استاذ: بالکل درست جواب، عمر آپ بتائیے کس دشمن نے قیصر کے دربار میں پیارے نبی کو سچا اور وعدہ پورا کرنے والا بتایا؟

عمر: جب پیارے نبی نے بادشاہوں کو دعوت اسلام کے لیے خطوط بھیجے تو ایک خط قیصر شاہ روم کو بھی بھیجا، اس نے خط پانے کے بعد اپنے درباریوں سے کہا اگر اہل عرب کا کوئی وفد یہاں موجود ہو تو اسے دربار میں حاضر کرو، اتفاق سے وہاں اہل مکہ کا ایک تجارتی وفد تھا جس کے سردار جعفر بن ابی طالب تھے۔

قمر: سر جعفر بن ابو طالب وفد کے سردار نہیں تھے بلکہ اس وفد کا سردار مکہ کا بڑا سردار اور مسلمانوں کا دشمن ابوسفیان تھا۔

عمر: ارے ہاں میں بھول گیا تھا، وہ ابوسفیان تھا جو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کئی جنگیں لڑ چکا تھا۔ قیصر نے ابوسفیان سے پوچھا کیا وہ محمد عہد شکنی کرتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا، نہیں، ہاں ابھی ہمارا اس کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ اسے توڑ دے گا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں اس سے زیادہ کوئی بات نہ کہہ سکا، مجھے ڈر تھا کہ میں اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی غلط بات کہتا تو میرے ساتھی مجھے جھٹلا دیتے۔

استاذ: بہت اچھی بات، آصف آپ بتائیے کہ آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے سلسلے میں سب سے اچھی بات کیا لگی؟

آصف: مجھے سب سے اچھی بات یہ لگی کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور عمل میں کبھی بھی ذرہ برابر فرق نہیں رہا، آپ جس چیز کی بھی تعلیم دیتے سب سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے، بلکہ سب سے زیادہ عمل کرتے۔ آپ کا کوئی بدترین دشمن بھی آپ کے اخلاق پر کبھی کوئی عیب نہ لگا سکا۔

استاذ: ماشاء اللہ آپ لوگوں نے کتاب بھی توجہ سے پڑھی ہے، اب آخری سوال ناصر سے ہے۔ اخلاق رسول، ، کتاب میں جو واقعات آپ نے پڑھے ہیں، اس میں سب سے زیادہ آپ کو کس واقعے نے متاثر کیا۔؟

ناصر: میرے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ کون سا واقعہ سب سے زیادہ متاثر کن تھا، کئی واقعات پڑھتے ہوے میری آنکھوں میں آنسو بھر آے، خاص طور سے طائف کے واقعے نے مجھے بہت متاثر کیا، اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر اپنے چچا کے قاتل وحشی اور ہندہ کو جس طرح آپ نے معاف کیا وہ آپ کے اعلی اخلاق کے عظیم مثالیں ہیں۔

استاذ: پیریڈ ختم ہو گیا ہے، کل ان شاء اللہ ہم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کے بارے میں باتیں کریں گے۔ اب اجازت دیجیے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طلبہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیکرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زارا: امی آج دینیات کے سر مولانا اشرف اصلاحی صاحب نے ہوم ورک میں ایک آیت لکھ کر دی ہے اور کہا ہے کہ سب لوگ اپنی امی سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور محبت کے چند واقعات سن کر آئیں گے اور کل کلاس میں بیان کریں گے۔ امی یہ دیکھیے میں نے ڈائری پر یہ آیت لکھی ہے:

اَ رْسَلْنَـا لكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَـا لَمِينَ

امی: (آیت پڑھتے ہوئے) بیٹی ٹھیک ہے، پہلے آپ خود کوشش کیجیے۔ وہ دیکھیے الماری میں طالب ہاشمی صاحب کی کتاب ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس میں اس طرح کے کئی واقعات لکھے ہوئے ہیں، آپ انھیں خود پڑھیے اور بعد میں مجھے سنائیے۔ اگر ضروری محسوس ہوئی تو میں آپ کو کچھ چیزیں سمجھا دوں گی۔

زارا: ٹھیک ہے امی، ویسے وہ کتاب تو میں پہلے بھی پڑھ چکی ہوں، بہت اچھی کتاب ہے مگر آپ پہلے مجھے اس آیت کا ترجمہ تو بتائیے۔

امی: ہاں سنیے! اور اے نبی! ہم نے آپ کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

زارا: امی ترجمہ تو سمجھ میں آ گیا مگر رحمت کے معنی ذرا اچھی طرح سمجھائیے۔

امی: رحمت کے معنی مہربانی، رحم دلی، فضل و بخشش، عنایت اور نوازش، آیت میں اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے ہیں کہ اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ نے دنیا میں اپنی ایک بڑی مہربانی کے طور پر بھیجا ہے۔ آپ اہل دنیا کے حق میں سراپا رحمت و محبت ہیں۔ آپ کے مزاج میں رحمت و محبت کوٹ کوٹ کر بھری

ہوئی ہے، آپ نے دشمنوں پر بھی مہربانی کی۔ جان کے پیاسوں کو بھی زندگی کی دعا دی، جب کبھی آپ کو بدلہ لینے کا موقع ملا تو آپ نے بدلہ لینے کے بجائے معاف کر دیا۔ آپ کی ذات اور تعلیمات پر عمل کر کے دنیا والے اللہ کی نوازش اور مہربانی کی مستحق ہونگے۔ گویا دنیا میں پیارے نبی کی آمد اللہ کی رحمت کا ایک بڑا اظہار ہے۔

زارا: امی میں پورے طور سے سمجھ گئی، میں ان شاء اللہ رات میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور محبت کے کچھ واقعات سناؤں گی۔

امی: بہتر ہے۔ عشاء کے بعد جب گھر کا سارا کام ختم ہو جائے گا اس کے بعد (عشاء کے بعد زارا امی کے پاس آئی، اس نے نوٹ بک پر کچھ نوٹس بھی لکھ رہے تھے)

زارا: امی ماشاء اللہ میں نے تین واقعات نوٹ کیے ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو میں سناوں؟

امی: ہاں بیٹا سنایئے، کیا مولانا نے تین واقعات سنانے کے لیے کہے ہیں؟

زارا: ہاں کم از کم رحمت کے تین واقعات

امی: ٹھیک ہے سنایئے، اس کے بعد میں بھی انشاء اللہ ایک واقعہ سناؤں گی۔

زارا: امی پہلا واقعہ سنیے" جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے کافر ان کو بہت ستاتے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ ایک غریب مسلمان تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو کافروں نے انھیں جلتی ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جس سے ان کی پیٹھ جل گئی اور چربی نکل گئی، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ ہوا وہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے فرمایا: "" اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں کے لیے بد دعا کیجیے"۔ یہ سنتے ہی حضور کے چہرے کا رنگ لال ہو گیا،

کچھ اور لوگوں نے بھی کافروں کے لیے بددعا کی درخواست کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، زحمت بنا کر نہیں''۔

امی: ماشاء اللہ، تم نے بہت سبق آموز واقعہ یاد کیا ہے۔ دوسرا واقعہ کون سا ہے؟

زارا: دوسرا تو طائف کے سفر والا واقعہ ہے۔ امی وہ واقعہ اتنا دل دہلا دینے والا ہے کہ میں نے جب اسے پڑھا تو میں اپنے آنسو نہ روک سکی۔

امی: بیٹی میرا بھی یہی حال ہے جب بھی میں اس واقعے کو پڑھتی ہوں میں اپنے آنسو نہیں روک پاتی۔ اس واقعے سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

زارا: قربان جائیے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج رحمت کو، طائف والوں کی ایسی بدسلوکی اور اتنے خراب برتاؤ کے باوجود جب فرشتے نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو میں طائف کے لوگوں کو دونوں پہاڑوں کے درمیان کچل کر رکھ دوں تو آپ نے کہا: ''نہیں، یہ نادان ہیں، یہ نہیں جانتے، ہوسکتا ہے ان کی نسلیں مجھ پر ایمان لائیں''۔

امی: بیٹا صحیح بات یہ ہے کہ ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اللہ نے رحمت للعالمین سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہو، ہم میں سے اگر کوئی اور ہوتا تو فوراً اہل طائف کی تباہی اور بربادی کے لیے بددعا کرتا۔

زارا: امی تیسرا واقعہ سنیے۔ ایک بار ایک بدو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ رہا تھا، بدو تو گنوار ہوتے ہی ہیں اس نے آپ کی چادر اتنی زور سے کھینچی کہ چادر آپ کے گلے میں کس گئی، آپ کی گردن پر چادر کے نشان پڑ گئے، تکلیف سے آپ کی آنکھ سے آنسو نکل آئے، صحابہ نے اسے مارنا چاہا مگر آپ نے انھیں منع

کیا اور بدو سے پوچھا کیا تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟ بدو نے جواب دیا: ''مجھے آپ سے خوف نہیں محسوس ہوتا اس لیے کہ آپ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں''۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو کو معاف کر دیا اور اس کے اونٹ پر غلہ لدوا دیا۔

امی: اور وہ ابو مخذورہ والا واقعہ جو دو تین روز ابو نے سنایا تھا وہ تو تمہیں یاد ہی ہوگا؟

زارا: ہاں امی، وہ تو مجھے اچھی طرح یاد ہے، کل۔ میں نے اسے دعا میں سنایا تھا، جس پر خوش ہو کر شہباز سر نے مجھے الفاروق کتاب انعام میں دی تھی، لیجیے وہ پورا واقعہ بھی سن لیجیے۔ حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک جماعت کے ہمراہ راستے سے گزر رہے تھی پیارے نبی ﷺ کے مؤذن نے اذان دینا شروع کیا۔ انھوں نے اذان سنی تو دین اسلام اور پیغمبر اسلام سے نفرت کی وجہ سے اذان کی نقلیں اُتارنا شروع کر دیں اور مقدس اذان کا مذاق اُڑانے لگے۔ پیارے نبی ﷺ نے جب ان کی آوازوں کو سنا تو ان کی جانب کچھ لوگوں کو بھیجا جو انھیں پکڑ کر لائے اور آپ ﷺ کے پاس لے جا کر بٹھا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اُونچی آواز کس کی تھی؟ لوگوں نے حضرت ابو مخذورہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے سب کو چھوڑ دیا اور ابو مخذورہ کو حکم دیا: اذان پڑھو! حضرت ابو مخذورہ کا بیان ہے میں پیارے نبی ﷺ اور آپ کے حکم سے سخت نفرت کرتا تھے۔ میں پیارے نبی ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے خود مجھے اذان بتانی شروع فرمائی، فرمایا: کہو: اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اذان کے کلمات پڑھوائے۔ جب وہ اشھد ان محمد رسول اللہ تک پہنچا تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: دوبارہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہو '' اشھد ان محمد رسول الله اشھد ان محمد رسول الله''۔ جب میں اذان پوری

کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی پھر آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ رکھا چہرے پر پھیرا اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا حتیٰ کہ ناف تک پھیرا، پھر فرمایا: اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے۔ بس پھر کیا تھا حضرت ابو محذورہ آپ کے اس حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے مکہ میں مؤذن مقرر کر دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں امیر بناؤں گا۔ اُس کے بعد پیارے نبی ﷺ کے لئے آپ کے دل میں جو نفرت تھی وہ دور ہو گئی اور آپ ایک سچے عاشق رسول بن گئے۔

امی: سیرت میں اس طرح کے لاتعداد واقعات ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ان تمام لوگوں کو معاف کر دیا جنھوں نے آپ کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ ان کو بھی معاف کیا جنھوں نے آپ کے قریبی رشتے داروں کو قتل کیا تھا، اس حبشی کو معاف کر دیا جس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اس ابوسفیان کو امان دے دی جو کئی دفعہ آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی قیادت کر چکا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اور مروت کے ایسے پیکر تھے جس کی کوئی دوسری مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

زارا: فتح مکہ کا واقعہ بھی مجھے یاد ہے مگر شاید کلاس میں اتنا زیادہ موقع نہ ملے، میری سہیلیاں، طیبہ، حمیرا، نحلہ اور عائشہ بھی بہت اچھی تیاری کر کے آتی ہیں۔ امی وہ شعر کیسے ہے۔ مجھے پورا یاد نہیں ہے۔ رسول اللہ کے عفوو کرم کی؟

امی: گواہی دے رہی ہے فتح مکہ
رسول اللہؐ کے عفوو کرم کی

زارا: امی آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ خیرا

اسوہ اور حسنہ

جنید: امی آج مسجد میں تقریر کرتے ہوئے مولانا بار بار اسوہ اور حسنہ کا نام لے رہے تھے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسا کیوں تھا؟ انھوں نے ایک بار بھی میرا نام نہیں لیا؟

امی: بیٹا آپ نے سلام بھی نہیں کیا، آپ کو اکثر ایسی ہی جلدی رہتی ہے میں نے کتنی بار کہا ہے کہ گھر میں اطمینان سے آیا کیجیے اور پہلے سلام کیا کیجیے۔ پھر کوئی بات کیا کیجیے۔

جنید: اچھا امی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، واقعی میں بھول گیا تھا، اصل میں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ امام صاحب آج بار بار اسوہ اور حسنہ دونوں کا نام کیوں لے رہے تھے؟ کیا وہ اسوہ باجی اور حسنہ باجی کو جانتے ہیں؟

امی: (ہنستے ہوئے) یہ تو آپ بہت دلچسپ بات کر رہے ہیں، آپ نے صرف اسوہ اور حسنہ ہی سنا یا کچھ اور بھی، امام صاحب نے اس کے ساتھ کچھ اور بھی کہا ہوگا؟

جنید: وہ امام صاحب تو بہت جلدی جلدی بولتے ہیں، آدھی بات تو میری سمجھ میں آتی نہیں، انھوں نے پہلے ایک آیت پڑھی اور پھر کئی بار اسوہ اور حسنہ کا نام لیا۔ کہہ رہے تھے اسوہ حسنہ اختیار کرنا چاہیے۔

امی: بیٹا! میں آپ کو وہ آیت سناتی ہوں۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"۔ (تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے) اسوہ کے معنی نمونہ اور رول ماڈل کے ہیں اور حسنہ کے معنی اچھا، بہترین، یہ دونوں الفاظ قرآن کے ہیں، مولانا قرآن کے الفاظ اسوہ اور حسنہ کی بات کر رہے تھے، یعنی بہترین نمونہ، وہ آپ کی دونوں بہنیں اسوہ اور حسنہ کی بات نہیں کر رہے تھے۔

جنید: اوہ! اب پوری بات میری سمجھ میں آئی وہ بار بار پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے رہے تھے اور آپ کے واقعات بھی سنا رہے تھے۔

امی: انھوں نے کون کون سے واقعات سنائے، کیا آپ کو کچھ واقعات یاد ہیں؟

جنید: ایک تو یہ بتا رہے تھے کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت سادہ زندگی گزارتے تھے، آپ ﷺ کا گھر بھی بہت معمولی تھا، گھر کی دیواریں کچی تھیں اور کھجور کی پتیوں کی چھت تھی، آپ کا بستر بھی معمولی تھا، ایک بار ایک صحابی نے دیکھا کہ سخت بستر کی وجہ سے آپ ﷺ کی پیٹھ پر نشانات پڑ گئے ہیں، انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے لیے ایک اچھا سا بستر تیار کر دیتے ہیں مگر آپ ﷺ نے منع کر دیا۔ اسی طرح پیارے نبی ﷺ بہت معمولی کھانا کھاتے، اکثر تو بھوکے رہتے، آپ ﷺ کے کپڑے بھی معمولی ہوتے، اکثر تو کپڑے پر پیوند بھی لگے ہوتے۔ آپ کے پاس ایک ہی جوڑا کپڑا تھا۔ آپ ﷺ بات کرتے تو مسکراتے، آپ ﷺ اپنے منہ سے سخت بات نہ نکالتے، آپ ﷺ چیخ اور چلا کر بات نہ کرتے۔

امی: ماشاء اللہ، بہت عمدہ جنید، آپ کو تو بہت سی باتیں یاد ہو گئیں۔

جنید: امی اور سنیے، امام صاحب نے کہا پیارے رسول ﷺ جن کاموں کا حکم دیتے تھے ان پر سب سے پہلے خود عمل کرتے تھے، جیسے آپ ﷺ نماز کا حکم دیتے تھے تو آپ ﷺ خود بہت نماز پڑھتے تھے، فرض نماز کے علاوہ نہ جانے کتنی رکعتیں نفل بھی پڑھتے تھے، رات میں بھی زیادہ تر نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نماز میں اتنی دیر تک قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے۔ آپ ﷺ سچ بولنے کا حکم دیتے تو پوری زندگی آپ ﷺ نے کبھی ایک جھوٹ بھی نہیں بولا، آپ ﷺ کے دشمن بھی آپ ﷺ کو صادق اور آمین کہتے۔ آپ ﷺ نے صفائی کو آدھا ایمان کہا تو آپ ﷺ خود ہمیشہ بہت صاف

ستھرے رہتے تھے۔

امی: شاباش بیٹا، تو اب آپ ﷺ کی سمجھ میں اسوہ حسنہ آ گیا ہوگا، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی ہی بہت اچھے اچھے کاموں میں گزری، آپ کی پوری زندگی اور آپ کے تمام کام ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ یعنی رول ماڈل ہیں۔ اختیار کیے جانے کے لائق ہیں۔

جنید: ہاں امی، آپ تو بہت اچھا سمجھاتی ہیں، ایک بات اور امام صاحب نے بتائی مگر میں پوری طور سے سمجھ نہیں پایا، بدر کے اسیروں کو پیارے نبی ﷺ نے رہا کر دیا تھا۔ یہ بدر کیا ہے اور اسیر کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

امی: بیٹا اس دن ابو نے آپ کو جنگ بدر کی کہانی سنائی تھی، شاید آپ نے توجہ سے نہیں سنی تھی۔

جنید: توجہ سے تو سنی تھی مگر یہ بات ابو نے نہیں بتائی تھی۔

امی: اچھا سنیے، بدر کی جنگ میں ستر کافر قتل ہوئے تھے اور ستر قیدی بنا لیے گئے تھے، قیدی کو عربی زبان میں اسیر کہتے ہیں۔ اس زمانے میں قیدیوں کے ساتھ بہت برا سلوک ہوتا تھا مگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو اسوہ حسنہ تھی، آپ ﷺ نے ان قیدیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، ان کو کھلایا پلایا، اچھے انداز سے رکھا اور پھر بہت معمولی فدیہ (آزادی کے بدلے رقم) لے کر انھیں آزاد کر دیا۔ جو فدیہ نہیں دے سکتے تھے اور پڑھے لکھے تھے پیارے رسول ﷺ نے انھیں بے پڑھے لکھے مسلمانوں کو پڑھانے پر لگا دیا اور یہی ان کا فدیہ قرار پایا۔

جنید: الحمدللہ اب میں پوری بات سمجھ گیا، اور قیدی رات میں کراہ رہے تھے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کو نیند نہیں آ رہی تھی آپ ﷺ نے ان کی رسیاں ڈھیلی کروا دیں۔ امی آپ کا شکریہ، جزاک اللہ خیرا۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہادری

احسن: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اجمل: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا بات ہے احسن کل تم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے میں نظر نہیں آئے؟

احسن: ہاں یار مجھے افسوس ہے، گاؤں سے ماموں جان آئے ہیں، ان کی خاطر تواضع میں لگا رہا، ذہن سے بات نکل گئی۔ البتہ عارف کہہ رہا تھا تمہاری تقریر کو اول پوزیشن ملی، کیا عنوان تھا؟

اجمل: میری تقریر کا عنوان تھا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت بہادر تھے۔ میں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کے کئی واقعات بتائے، ججوں کو میری تقریر کا مواد اور انداز بہت پسند آیا اس لیے میری تقریر اول انعام کی مستحق قرار پائی۔

احسن: مبارک باد قبول کرو، تم واقعی بہت اچھی تقریر کرتے ہو، اتنا اچھا مواد کہاں سے لاتے ہو؟ لگتا ہے کسی مولانا سے لکھواتے ہو۔

اجمل: ویسے تو میری امی بھی کسی مولانا سے کم نہیں ہیں، جب دیکھو کوئی نہ کوئی کتاب پڑھتی رہتی ہیں۔ میرے گھر سیرت پر بہت سی کتابیں بھی ہیں لیکن میں تقریر کے لیے عام طور سے مواد علامہ شبلی نعمانی علیہ الرحمۃ کی کتاب سیرۃ النبی سے لیتا ہوں، وہ سیرت پر بہت جامع اور مستند کتاب ہے۔ میری امی بھی میری مدد کرتی ہیں۔

احسن: تم نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کے جو واقعات بتائے تھے اس میں سے کچھ مجھے بھی بتاؤ، مجھے پیارے رسول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

واقعات تمہاری زبان سے بہت اچھے لگتے ہیں۔

اجمل: ایک واقعہ تو وہی رکانہ والا ہے جس نے یہ شرط لگائی تھی کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے کشتی میں پچھاڑ دیں تو وہ اسلام قبول کرلے گا۔

احسن: ہاں ہاں مجھے بھی یاد آیا، پیارے نبی نے تو اسے پٹخ دیا تھا؟

اجمل: پیارے نبیؐ نے اسے دوبار پچھاڑا، اس کے بعد وعدے کے مطابق رکانہ نے اسلام قبول کیا۔

احسن: اور ایک واقعہ تو وہ بھی ہے جب مدینے کے باہر سے اچانک شور اٹھا اور پیارے نبی اکیلے چلے گئے، مجھے پورا واقعہ یاد نہیں آرہا ہے

اجمل: ایک رات مدینے کے باہر کچھ شور اٹھا، صحابہ کو خطرہ ہوا کہ شائد دشمنوں نے حملہ کیا ہے، وہ شور کی طرف ہتھیار لے کر دوڑے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی راستے سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ نے فرمایا: ڈرو نہیں میں شہر کے باہر تک دیکھ کر آرہا ہوں، کوئی بات نہیں ہے۔

احسن: اور وہ درخت کے نیچے سونے والا واقعہ تو تم کو معلوم ہی ہے جو اردو کی کتاب ''ہماری کتاب'' میں ہے؟

اجمل: ہاں ہاں وہ تو بہت زبردست ہے اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی ذات پر کتنا بھروسہ تھا، اسی لیے دشمن کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر بھی آپ بالکل نہ گھبرائے۔

احسن: اور غار ثور والا واقعہ تم کو معلوم ہے جب دشمن بالکل غار کے منہ پر آگئے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ اے اللہ کے رسول اگر کوئی اپنے پیروں کی طرف بھی دیکھ لے تو ہم کو دیکھ لے گا؟

اجمل: معلوم ہے، کل ہی یہ واقعہ لوٹیکر صاحب نے بتایا، یہ کوئی معمولی حالات نہ تھے مگر پیارے نبی نے بہت ہی اطمینان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا": لا تحزن ان اللہ معنا ۔ ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جنگوں میں بھی پیارے نبی ﷺ نے حصہ لیا، ڈر اور خوف کا کبھی آپ کے پاس گزر بھی نہ ہوا، جنگ حنین میں جب اچھے اچھے لوگوں کے پیر اکھڑ گئے، لوگ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے، پیارے نبی ﷺ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح گڑے رہے۔

احسن: اچھا ہاں اسی جنگ میں تو آپ نے کچھ رجزیہ اشعار بھی پڑھے تھے، تم کو یاد ہے کیا؟ میں تو بھول گیا۔

اجمل: ہاں ہاں یاد ہے، اور کل میں نے ان اشعار کو بھی تقریر میں پیش بھی کیا تھا۔

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

میں اللہ کا نبی ہوں، اس میں بالکل جھوٹ نہیں اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

اجمل: اچھا یہ بتاؤ پیارے نبی جنگوں میں حصہ تو لیتے تھے مگر آپ نے بہت تلوار چلائی ہو یا بہت لوگوں کو قتل کیا ہو، اس کے بارے میں کچھ زیادہ کتابوں میں نہیں ملتا؟

احسن: تم نے اچھا سوال کیا، ہمارے نبی تو ساری دنیا کے لیے رحمت تھے، جنگوں میں تو آپ مجبوراً جاتے تھے، آپ عام طور سے کسی پر ہاتھ نہ اٹھاتے، آپ کی زیادہ تر جنگیں دفاعی تھیں، مگر آپ میدان جنگ میں بالکل جمے رہتے تھے، جب کہ جنگ کے میدان میں دشمنوں کی طرف سے آپ پر ہی سب سے زیادہ حملہ ہوتا تھا۔ تم نے کل دعا میں وہ حضرت علی کا قصہ سنا ہوگا؟

اجمل: سنا تو تھا مگر سمجھ نہیں پایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ نے پیارے نبی کے بارے

میں کیا کہا تھا؟

احسن: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیارے نبی کی بہادری کی تعریف کرتے ہوے کہا: جب سخت لڑائی ہو رہی ہوتی اس وقت ہم رسول پاک کی آڑ لیا کرتے تھے، ہم میں پیارے نبی ہی دشمن سے سب سے قریب ہوتے تھے اور دشمن سب سے زیادہ پیارے نبی ہی پر حملہ آور ہوتے تھے۔

اجمل: تمہارا شکریہ، تم نے بہت سی کام کی باتیں بتائیں، اچھا یہ بتاؤ کہ اس میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے اس لیے کہ پیارے نبی کی زندگی کا ہر گوشہ تو ہمارے لیے نمونہ ہے۔

احسن: تم نے اچھی توجہ دلائی، ان واقعات سے تو یہی سبق ملتا ہے کہ ہماری زندگی میں بھی جرات، ہمت اور بہادری ہونی چاہیے، ہمیں بھی اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا اور خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ جیسے ہمارے نبی صرف اللہ سے ڈرتے تھے۔

اجمل: کیا کل بھی پروگرام ہے؟

احسن: ہاں ہاں، ایس آئی او کی طرف سے تو یہ پورا ہفتہ، ہفتہ سیرت کے نام سے منایا جا رہا ہے۔ ہر دن کوئی نہ کوئی پروگرام ہے۔ کل مولانا عنایت اللہ سبحانی صاحب پیارے نبی کی بچوں سے محبت کے عنوان پر تقریر کریں گے، مولانا بہت اچھے مقرر ہیں موقع ہو تو ضرور آؤ۔

اجمل: ضرور، میں ان شاء اللہ مہمانوں کو بھی ساتھ لے کر آؤں گا، پیارے دوست ایک بار پھر تمہارا شکریہ، اجازت دو۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احسن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احمد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کمال چچا کیسے ہیں کئی دن سے نظر نہیں آرہے ہیں؟

کمال چچا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ارے بیٹا سانس تو لے لو، سلام بھی پورا نہیں ہوا اورتم نے سوال داغنے شروع کردیے۔ اچھا اب سنو میں کئی روز سے کیا کر رہا تھا۔

احمد: ہاں چچا وہی تو میں جاننا چاہتا تھا، آپ مسجد میں بھی نظر نہیں آرہے تھے۔

کمال چچا: وہی تو بتارہا ہوں، تم کو معلوم ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوگیا ہے۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہمارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی تھی، میں ربیع الاول کی تیاری کے لیے ممبئی گیا تھا۔

احمد: چچا ربیع الاول کی تیاری؟ یہ تو آج پہلی بار سن رہا ہوں، کیا تیاری کی آپ نے اس کیلئے؟

کمال چچا: تم تو جانتے ہو ہم لوگ دین سے بہت دور ہیں، گھر میں نہ تو کوئی نمازی ہے اور نہ روزہ دار، ہاں میں ہر سال ربیع الاول بہت دھوم دھام سے مناتا ہوں۔ پورے گھر کے لیے سبز کپڑے خریدتا ہوں، مٹھائی اور بیکری بسکٹ لاتا ہوں، گھر کو رنگ روغن کرواتا ہوں، گھر کے پرانے برتن بیچ کر نئے برتن لاتا ہوں، دس دن گھر پر درود شریف کی مجلس کرواتا ہوں۔ محلے کے لوگوں کی دعوت کرتا ہوں ہوسکتا ہے اسی سے میری نجات ہوجائے۔

احمد: چچا مجھے حیرت ہے، میرے ابو تو بہت مذہبی ہیں مگر ہمارے گھر میں تو یہ سب کبھی نہیں ہوتا۔ آخر آپ یہ سب کیوں کرتے ہیں۔ کیا اللہ کے رسول نے اس کا حکم دیا ہے یا پیارے نبی کے ساتھی جو آپ سے بہت محبت کرتے تھے انھوں نے کبھی اس طرح کا کوئی کام کیا ہے۔

کیا صحابہ نے پیارے رسول کے یوم ولادت پر کسی طرح کا کوئی پروگرام کیا؟

کمال چچا: دیکھو بھائی میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں، یہ سب تو مولوی مولانا جانیں۔

ہمارے ابا مرحوم ربیع الاول میں یہ سب کرتے تھے، ابا بتاتے تھے کہ دادا مرحوم بھی ایسا ہی کرتے تھے اس لیے میں بھی یہ سب کرتا ہوں۔

احمد: کمال چچا مجھے معلوم ہے کہ آپ نے دینی تعلیم بالکل حاصل نہیں کی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں، دین کے معاملے میں کوئی کام اپنی سمجھ سے نہیں کیا جاسکتا، کام تو بس وہ کیا جائے گا جس کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول نے دی ہے۔ اب آپ یہ ربیع الاول کے موقع پر جو کچھ کرتے ہیں اس پر آپ کو کوئی ثواب تو ملے گا نہیں، الٹا گناہ لازم آئے گا۔

کمال چچا: تم اتنی کم عمر میں دین کی اتنی بڑی بڑی باتیں کس طرح کرتے ہو، تم کو یہ سب باتیں کون سکھاتا ہے، کیا ہم اپنے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ دیں۔ کیا ہمارے باپ دادا عقل نہیں رکھتے تھے۔

احمد: کمال چچا آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے عربی زبان سیکھی ہے، اب قرآن اور حدیث تو میں خود سمجھ لیتا ہوں، اسی طرح بہت سی دینی کتابیں بھی پڑھتا ہوں۔ اس سے مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ صحیح دین کیا ہے۔ دین میں لوگوں نے بہت سی نئی نئی باتیں شامل کردی ہیں۔ افسوس کہ وہ اسے دین سمجھ کر کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کاموں سے اللہ اور رسول اللہ خوش ہوں گے۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ اللہ اس طرح کے کاموں سے ناراض ہوتا ہے۔ ایسے لوگ ثواب نہیں گناہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

کمال چچا: پھر اس طرح کے موقعوں پر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔؟ پیارے نبی کی پیدائش کی گھڑی تو بہت مبارک ہے، اسے آخر کیسے منایا جاے؟ تم تو دیکھتے ہو کرشچین حضرت عیسیٰ کی تاریخ پیدائش کتنی دھوم دھام سے مناتے ہیں؟ کیا ہم ان سے کم ہیں؟

احمد: بظاہر تو آپ کی باتوں میں بہت جان ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس میں کوئی دم نہیں ہے۔ اسلام اللہ کا آخری دین ہے۔ کب خوشی منانا ہے کب غمی منانا ہے، کون سا کام کیسے کرنا ہے یہ سب اللہ اور اس کے رسول نے کھول کھول کر

بیان کر دیا ہے۔اب ہم دین میں نہ تو کوئی اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ کوئی کمی۔

کمال چچا: تمھاری بات ٹھیک ہے مگر ہم کو پیارے نبی سے بہت محبت ہے اس کا کچھ تو مظاہرہ ہونا چاہیے۔اسی بہانے لوگ جان جاتے ہیں کہ آج مسلمانوں کے نبی کا جنم دن ہے۔

احمد: ہر مسلمان کو پیارے نبی صلی اللہ وسلم سے بہت محبت ہونی چاہیے بلکہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے۔اس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔اس محبت کے اظہار کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ پیارے نبی کی اطاعت کی جائے۔آپ کی باتیں مانی جائیں۔آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاری جائے۔کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے پیارے نبی نے روکا ہو۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنا اخلاق پیارے نبی کے اخلاق جیسا بنایا جائے۔لوگ ہمارا اخلاق دیکھ کر پیارے نبی کو پہچان جائیں گے۔

کمال چچا: تمھاری باتیں تو سمجھ میں آتی ہیں مگر باپ دادا جو کام مدتوں سے کرتے آئے ہیں انھیں کیسے چھوڑ دیا جاے، میرا تو دل نہیں مانتا۔

احمد: چچا آپ دین کا مطالعہ کیجیے۔رفتہ رفتہ آپ سمجھ جائیں گے کہ صحیح کیا ہے، غلط کیا ہے۔آپ نے اتنی محنت سے تعلیم حاصل کی۔ فرسٹ کلاس انجینئر بنے۔کیا بغیر پڑھے اور محنت کیے ہوئے۔کیوں دین کے معاملے میں آپ کوئی کوشش اور محنت نہیں کرنا چاہتے جب کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے۔دین کے نام پر ایسے کام کرکے جو اللہ رسول کو پسند نہیں ہیں کیوں آپ اپنی آخرت کا نقصان کرنا چاہتے ہیں؟

کمال چچا: ٹھیک ہے بیٹا۔ان شاء اللہ اب میں خود قرآن اور حدیث کا مطالعہ کروں گا۔تمھاری بات درست ہے کہ مجھ جیسے پڑھے لکھے انسان کو بے سوچے سمجھے کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔بیٹا تم میرے پاس آتے رہو اور مجھے اچھی اچھی باتیں بتاتے رہو۔

احمد: چچا آپ میرے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی کی دعا کرتے رہیں۔ان شاء اللہ میں آپ سے ملتا رہوں گا۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کمال چچا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

استاذ: بچو آج ہم۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے بارے میں باتیں کریں گے۔ جمعہ کو ہم نے آپ کو تعلیمات رسول کوئز کتابچہ دیا تھا جس میں دوسو پچاس سوالات اوران کے جوابات تھے۔ وہ بچے ہاتھ اٹھائیں جنھوں نے پورا کتابچہ یاد کرلیا ہو۔

عمر: سر میں نے الحمدللہ پورا کتابچہ یاد کرلیا ہے، رات میں پورا کتابچہ میں نے اپنی امی کو بھی سنایا ہے۔

استاذ: ماشاء اللہ، مجھے افسوس ہے کہ پوری کلاس سے صرف ایک طالب علم نے کتابچہ یاد کیا ہے، بقیہ بچے بھی یاد کرلیں اگلے سنیچر کو میں پھر آپ لوگوں سے اسی کتابچے سے سوالات کروں گا۔ یہ 16 صفحے کا کتابچہ ہے، اس میں مولانا اختر سلطان اصلاحی صاحب نے بہت محنت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کیا تھا، انداز دلچسپ اور زبان آسان ہے، آپ لوگ تھوڑی سی محنت کرتے تو آسانی سے یاد ہوجاتا، عمر یہ بتایئے آپ کو یہ کتابچہ کیسے بہت آسانی سے یاد ہوگیا۔

عمر: استاذ محترم میرے لیے اسے یاد کرنا بہت آسان تھا، ہمارے گھر میں ابو، امی، دادا، دادی، چچا اور چچی اکثر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات کے بارے میں باتیں کرتے رہتے ہیں، ان میں زیادہ تر باتیں تو مجھے پہلے سے یاد تھیں۔

استاذ: ماشاء اللہ، مسلمانوں کے گھر میں تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات کا تو ہر وقت چرچا ہونا چاہیے، افسوس کہ اب مسلمان بھی پیارے نبی کا ذکر کم ہی کرتے ہیں۔ بس تحریر اور تقریر کی حد تک۔ حالانکہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اتنی عظیم اور اہم ہے کہ آپ کے ذکر سے ہماری کوئی مجلس

خالی نہیں ہونی چاہیے۔

عمر: ہمارے ابو نے بہت سی احادیث کے اسٹیکر اور طغرے بنوائے ہیں اور اسے گھر کی دیواروں پر جا بہ جا چسپاں کروایا ہے۔ گھر کے ہر بچے کے لیے لازم ہے کہ وہ ان احادیث کو یاد رکھے، ان میں زیادہ تر احادیث اسلامی آداب زندگی اور حقوقِ وفرائض کے تعلق سے ہیں۔

استاذ: الحمدللہ، تمھاری بات سن کر طبیعت ہری ہوگئی کاش کہ ہر مسلمان کے گھر میں ایسا ہوتا، میں ان شاء اللہ کسی دن آپ کے گھر آ کر ان اسٹیکرس اور چارٹس کو دیکھنا پسند کروں گا۔

عمر: سر آپ کا استقبال ہے، ابو بھی کئی دن کہہ چکے ہیں کہ دینیات کے مولانا کو لے کر آؤ۔

استاذ: ان شاء اللہ میں چند روز بعد ضرور آؤں گا، اچھا اب سے میں اس کتا بچے سے چند سوالات کروں گا، اطمینان سے جواب دیجیے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کی پیدائش کو باعث خیر و برکت قرار دیا ہے؟

عمر: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی پیدائش کو باعث خیر و برکت قرار دیا ہے۔

استاذ: پیارے نبی نے بیٹی کی پرورش اور کفالت پر کس اجر کی خوش خبری دی ہے؟

عمر: سر میں آپ کو پوری حدیث سناتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انھیں اچھا ادب سکھایا اور ان کی شادی کی اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا“۔ ایک اور حدیث ہے کہ جس نے بیٹی کی پرورش کی اور بیٹوں کو ان پر ترجیح نہ دی اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

استاذ: بہت عمدہ، شاباش، شاباش، آپ نے تو حدیثیں حرف بحرف یاد کر لی ہے۔

عمر: اس میں ایک اور دلچسپ بات ہے کہ ایک صحابی نے سوال کیا کہ اگر دو بیٹیاں ہوں تو آپ ﷺ نے کہا اسے بھی جنت ملے گی، پھر کسی صاحب نے پوچھا اور اگر ایک تو آپ ﷺ نے اس پر بھی ہاں کہا۔

استاذ: بہت عمدہ معلومات، لڑکیوں کے تعلق سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور حدیث آپ کو معلوم ہو تو بتائیے۔

عمر: جی کئی احادیث ہیں، ایک حدیث میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور بیٹی کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ساتھ رہیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا، یعنی جس طرح یہ انگلیاں ساتھ ہیں۔

استاذ: ماشاء اللہ، آپ کی معلومات دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی، اللہ مزید علم دے، اچھا یہ بتائیے کہ پیارے نبی کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

عمر: پیارے نبی ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں سے بہت شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ استاذ محترم میں آپ کو لڑکیوں کی پرورش کے تعلق سے ایک اور حدیث بھی سنانا چاہتا ہوں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش اور کفالت میں صبر اور تحمل سے کام لے تو قیامت کے دن یہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

استاذ: ارے بیٹا عمر ایسا لگتا ہے کہ آپ نے کتابچہ پورے طور سے پی لیا ہے۔ اللہ تعالی آپ کے علم میں برکت دے، بس یہ آخری سوال ہے۔

پیارے رسول ﷺ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے۔

عمر: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے، کہیں سفر میں جاتے تو تب سب سے آخر میں ان سے ملتے، واپس آتے تو سب سے پہلے انھیں سے ملتے، حضرت فاطمہ تشریف لاتیں تو آپ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی چوم لیتے۔ ان کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین سے بہت محبت کرتے، ان کو گود میں لیتے، ان کی پیشانی چوم لیتے اور ان کے لیے گھوڑا بن جاتے۔

استاذ: بالکل صحیح باتیں آپ نے پیش کی ہیں، دیکھیے ابھی میں نے صرف بیٹیوں کے تعلق سے سوالات کیے ہیں، اگلے سنیچر کو تمام طلبہ کتابچہ یاد کرکے آئیں تو اور موضوعات پر پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں سوالات کیے جائیں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاکساری اور مساوات

محمد: امی جان آج میں نے آپ کا دی گئی کتاب اخلاق نبوی پڑھ لی ہے ماشاء اللہ بہت اچھی معلومات ہیں، طالب ہاشمی صاحب کا انداز بھی بہت اچھا ہے۔

امی: طالب ہاشمی صاحب مشہور سیرت نگار ہیں، سیرت رسول اور سیرت صحابہ پر ان کی درجنوں کتابیں ہیں، تم نے آج سیرت رسول کا کون سا حصہ پڑھا ہے؟

محمد: میں نے آج پیارے نبی ﷺ کی خاکساری اور مساوات کا سبق پڑھا ہے۔

امی: یہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہت نمایاں پہلو ہے، آپ بہت ہی خاکسار اور مساوات پسند انسان تھے، آپ کبھی بھی دوسرے پر اپنی بڑائی پسند نہیں کرتے تھے، کیا تمہین وہ واقعہ یاد ہے جب ایک آدمی نے آپ کو خیر البریہ (بہترین مخلوق) کہا تو آپ نے کیا جواب دیا۔

محمد: محمد صلی اللہ نے فرمایا کہ یہ صفت تو ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ امی مجھے حیرت ہے کہ پیارے نبی کے مزاج میں کتنی خاکساری اور انکساری تھی۔ مجلس میں کبھی اپنے لیے نمایاں جگہ پسند نہ کرتے، کوئی اگر استقبال کے لیے کھڑا ہو جاتا تو اسے ناپسند کرتے۔ مجلس میں جہان بھی جگہ مل جاتی وہاں بیٹھ جاتے۔

امی: بالکل صحیح بات ہے، کیا تمہیں وہ واقعہ معلوم ہے کہ جب ایک آدمی آپ سے ملاقات کے لیے آیا تھا اور ڈر گیا تھا؟

محمد: ہاں امی، وہ آدمی پیارے نبی کو دیکھ کر رعب اور دباو میں آ گیا، وہ آپ کے سامنے کانپنے لگا، آپ نے اس سے فرمایا: ”گھبراو نہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں، ایک قریشی عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی“۔

امی: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مساوات اور برابری کا بہت لحاظ رکھتے تھے کیا تمہیں واقعہ یاد ہے؟

محمد: مجھے تو کئی واقعات یاد ہیں، مسجد نبوی اور قبا کی تعمیر کے دوران پیارے نبی بھی عام لوگوں کی طرح گارا مٹی ڈھوتے، صحابہ منع کرتے لیکن آپ کہتے میں بھی تمہارے ساتھ کام کروں گا۔ جنگ احزاب کے موقع پر بھی آپ صحابہ کے ساتھ مل کر خندق کھودتے تھے، آپ کا جسم گردوغبار سے آٹا رہتا، آپ تھکن سے چور ہو جاتے، صحابہ منع کرتے لیکن آپ ان کی بات نہ مانتے اور عام مزدوروں کی طرح خندق کھودتے رہے۔

امی: واقعی یہ کردار ایک نبی کا ہی ہوسکتا ہے۔ سورج گرہن لگنے والا واقعہ بھی بہت سبق آموز ہے۔

محمد: میں تو اس واقعے کو آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل سمجھتا ہوں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا، اتفاق سے اسی وقت سورج گرہن لگا، لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ سورج بھی صدمے کی وجہ سے گہنا گیا ہے مگر قربان جائیے پیارے رسول کی خاکساری اور خوف خدا کے، آپ نے فرمایا: لوگو! کسی کی موت سے سورج اور چاند گرہن نہیں لگتا، یہ خدا کی قدرت کا ایک نشان ہے۔ اگر کوئی دنیا دار انسان یا رہنما ہوتا تو اس میں چار باتیں اور ملا کر اس میں اپنی عظمت اور بڑائی بیان کرتا مگر آپ تو اللہ کے رسول تھے۔ آپ نے لوگوں کے خیال کی اصلاح کی اور غلط فہمی دور کردی۔

امی: پیارے نبی نے ہمیشہ مساوات اور عدل کا درس دیا، اس معاملے میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، اجنبی اور رشتے دار میں کوئی فرق نہیں رکھا، بنی مخزوم کی ایک اعلی

خاندان کی عورت کی چوری والا قصہ بھی تو تم نے پڑھا ہوگا۔

محمد: جی امی، بنی مخزوم کی ایک عورت نے جب چوری کی اور پکڑی گئی تو لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید کو تیار کیا کہ وہ پیارے نبی سے اس عورت کو معاف کرنے کے لیے سفارش کریں۔ پیارے نبی نے حضرت اسامہ سے سوال کیا: ''کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو''۔ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے کی امتوں پر اس لیے غضب نازل ہوا کہ وہ معزز آدمیوں کے جرم کو نظر انداز کرتے تھے اور غریب مجرموں کو سزا دیتے، اللہ کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کی مرتکب ہوتو میں اس کے بھی ہاتھ کٹوا دیتا''۔

امی: اللہ اکبر، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حیرت انگیز واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ آپ نے ایک ایسی مثالی زندگی گزاری ہے جس میں کہیں سے کوئی خامی اور کمزوری نہیں ہے۔ بیٹا! تم روزانہ اس کتاب کا ایک ایک سبق پڑھو، ان شاء اللہ روز شام میں ہم اس پر بات کریں گے، اس سے میری بھی معلومات تازہ ہوتی رہیں گی۔ اللہ ہم تمام لوگوں کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق دے۔ آمین

محمد: آمین۔